رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۱۱

شرح قیمت ہر حال مین پیشگی لیجائیگی

عوام سے ۵ر
خواص سے ۵ع
ہندوستان کو باہر ۷ر
مخمنذا ہب / غیر مستطیع احباب سے ۱۲؁

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

تاریخہائے اشاعت ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

بہ گویم باتو گر آئی چپا در قادیان بینی ٭ دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۳۰ — قادیان دارالامن ۷ ستمبر ۱۹۰۹ء مطابق ۲۱ شعبان ۱۳۲۷ھ — جلد ۱۳

ترجمۃ القرآن

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسان طور پر سمجھانے کے لئے یہہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے اور یہ التزام کیا ہے کہ ہر مہینے کم از کم ایک پارہ ضرور شائع ہو جائے متن کے نیچے سلیس اُردو ترجمہ دیا ہے اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے کہ معمولی اُردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے حاشیہ مین تفسیری نوٹ ہیں جس سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل نبوت پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے حقایق و معارف قرآن کو ایسے طور پر بیان کرنیکی کوشش کی گئی ہے کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنس دان بھی مزہ اٹھائیں ترجمہ اور نوٹوں مین حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مدنظر رکھا گیا ہے اسوقت تک چار پارے شایع ہو چکے ہیں۔

قیمت ہر چہار ۱؎ چار روپیہ

تفسیر سورۃ بقرہ مکمل تین روپے چار آنے (۳؎)

مکتوبات احمدیہ جلد اوّل

حضرت حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چھبیس سال پیشتر کے عجیب و غریب مکتوبات کا مجموعہ نہایت محنت اور کوشش سے جمع کر کے چھاپے گئے ہیں۔ یہہ مکتوبات بڑے بڑے عظیم الشان مسائل کا حل اپنے اندر رکھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک سیرۃ کے آئینے ہیں مین دعوے سے کہتا ہون کہ کوئی انکو پڑھے اور گرویدہ نہ ہو جائے یہ مجموعہ **آب زر سے** لکھنے کے قابل ہے اور موتیوں کے تولنے مین بھی سستا ہے بایں قیمت صرف ۱؎ فیجلد **دوسری جلد مین حضرت خلیفۃ المسیح** کے مکتوبات **طبع** ہونگے اور بحمد اللہ کہ میرے پاس وہ سامان جمع ہے۔

ہمہ

(تمام درخواستین بمعہ مطلوبہ کتاب ایڈیٹر کے نام آنی چاہئیں)

دار الامان احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و پرنٹر کے اہتمام سے چھپا

کا ایک قوم بنجانا ہر قسم کے فرضی امتیازات جو ان مین موجود تھے سب کاسٹ جانا اور سارے ملک کا ایک ایسے قالب مین ڈھلنا جس کے تمام اجزا باہم متشابہ ہون۔ علی الاجتماع کا یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ بغیر طبعی اسباب کے جو اُسکی حدبندی کرتے ہون کبھی پیدا نہین ہوسکتا۔ مثلاً قوم کسی عام خطرہ مین مبتلا ہو اور یہ خطرہ نہایت مہیب و خوفناک آواز مین بربادی کا الٹی میٹم سنا رہا ہو تو اس کے مقابلہ کو ساری قوم یکدل ہوجائیگی یا یہ یقین ہوجائے کہ قومی زندگی کے لئے اتحاد ناگزیر ہے اسوقت بھی اتفاق ممکن ہے وغیرہ وغیرہ سوال یہ ہے کہ عہد رسالت مین بھی کیا یہی صورت پیش آئی تھی

معجزات

سائنس نے ہر چیز کے لئے اسباب عِلَل قرار دیئے ہین قدرتی واقعات عموماً عادیات کی زنجیر سے وابستہ ہین اور فی الواقعہ اسوقت دنیا مین کسی کا زہرہ نہین ہے۔ کہ معجزات وخوارق عادات کو نام سورت کا کوئی علمی ثبوت دے سکے معجزہ دلیل نبوت ہے یا نہین؟ ہمارے موضوع بیان سے اس بحث کو تعلق نہین ہے لیکن کیا فی الواقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی منجانب اللہ اعجاز پر قادر نہ تھے

پہلا معجزہ تاریخ بتارہی ہے کہ عہد رسالت کے قبل عرب کی کیا حالت تھی اسباب و علل کے بحث کرنیوالے ابتک یہ فیصلہ نہ کرسکے کہ قبائل عرب کو ایک مشترکہ نظام مین جمع کرنیکا باعث کیا تھا ظاہر ہے۔ کہ نہ کسی بیرونی دشمن نے ان کو ڈرایا دھمکایا اور نہ کوئی اندرونی حادثہ واقع ہوا ان مین محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوتِ اسلام سے اجتماعی زندگی پیدا ہوئی دنیا کسی قوم کے لیئے اس انقلاب کی نظیر نہین پیش کرسکتی پھر اسکو ان خوارق عادات مین شمار کرنیکے لئے مجبور ہے جو صرف پیغمبر کے ہاتھ سے پوری ہوتی ہین۔

دوسرا معجزہ۔ اہل عرب خاندانی شرافت کے فخر مین ڈوبے ہوئے تھے ہر قبیلہ یہی کہتا تھا۔ کہ سارے ملک مین سرداری کے لائق ہمین ہین باہم سب کا ایک متحدہ حکومت پر رضامند ہونا اور بغیر کسی طبعی باعث کے جو اسکا محرک ہو اس حکومت کا مطیع رہنا یہ بھی ایک خرق عادت ہے اور تاریخ مین اسکی کوئی دوسری مثال نہین ملسکتی۔

تیسرا معجزہ ان سب پر مستزاد یہ ہے کہ ایک عام قانون کا وضع کرنا اور بغیر اس کے کہ خون کا ایک قطرہ بھی اس کے لیئے بہایا جائے ہر طبقہ کا اسکی پابندی کرنا ایسی چیز ہے۔ کہ گذشتہ اقوام مین کسی کو بھی اس کی پابندی کرنا ایسی چیز ہے کہ گزشتہ اقوام مین کسی کو بھی اسکی توفیق نہ ملی یونانیون نے ایتھنز یا اسپارٹا مین جو قانون جاری کیا تھا ایسی ایسی ہولناک شورشون کے بعد اُسکا اجرا ہوا جس کے صدمے سے بچے بوڑھے ہوگئے یہی حالت رومن امپائر کی تھی کہ جب کوئی اصلاح یا ترمیم اُس مین کیجاتی بغیر جنگ وجدال اور نقصان جان ومال کے کبھی وہ اصلاح نافذ نہین ہوسکتی تھی یہ تو قانون وضع کرنیکی کیفیت تھی رہی یہ بات کہ وہ قانون ابتدائی وجوہ سے اصول مساوات اور آئینی حکومت پر مبنی ہو زمانہ نے کبھی یہ سنی تھی تورات کے احکام دیکھو انجیل کے تعلیمات پڑھو ہندوؤن کے وید اور شاستر کا مطالعہ کرو بودھ کے آداب کنگ فوزی (کنفوشس) کے نصائح سولن کا قانون زرتشت کی ژند و پاژند ان سب کو غور سے دیکھو اور سوچ سمجھکر پڑھو کہیں بھی ان اصولون کا پتہ ملتا ہے۔؟ سبب یہ ہے کہ آئینی حکومت ایک ایسی عظیم الشان چیز ہے کہ ناقص طور پر بھی اس کا ظہور کسی قوم مین اسوقت تک نہین ہوا جب تک کہ صدہا سال تک کمزورون کی جانب سے زبردستون کے خلاف شورشین نہ ہوا کین کیا اس کے کہنے کے بعد کہ انگریزون مین آئینی حکومت کی بنیاد ۱۶۸۹ء مین اور فرانسیسیون مین ۱۷۸۹ء مین قائم ہوئی ان دونون قومون وسیع آئین مین سابق الاقوام ہین پھر کسی استدلال کی گنجائش رہجاتی ہے۔ کہ قانون اسلام کا ابتدا ہی سے حریت و شوری کے اصول پر مبنی ہونا خرق عادت نہین ہے؟

آئین اسکا نام نہین ہے کہ نپولین اعظم معرکہ واٹرلو کے بعد جب خود بخود انگریزون کے پناہ مین آجائے تو زبردستی اسکو قید کرکے سینٹ ہلینا بھیجدین آئین اسکا نام ہے۔ کہ حضرت عمر کے بھائی زید بن خطاب کا قاتل جب مسلمان ہوکر حضرت عمر کیخدمت مین حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ وَاللّٰہِ لَا اُحِبُّکَ قَلْبِیْ حَتّٰی تُحِبَّ الْاَرْضُ الدَّمَ (خدا کی قسم جبتک زمین خون سے محبت نہ کرے تمہاری محبت میرے دل مین نہین سما سکتی) قاتل نے جواب دیا فَھَلْ تَمْنَعُنِیْ لِذٰلِکَ حَقًّا یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ (امیر المومنین! کیا اسکی وجہ سے آپ مجھ کو کسی حق سے باز رکھ سکتے ہین؟) حضرت عمرؓ نے کہا "نہین" قاتل نے بڑی بے پرواہی سے جواب دیا فَحَسْبِیْ (مجھے اسیقدر کافی ہے)

آتش آن نیست کہ بر شعلہ او خندد شمع
آتش آن است کہ بر خرمن پروانہ زند

اسلامی دنیا

دنیا مین اسوقت سب سے زیادہ عظیم الشان تاریخی یادگارین قسطنطنیہ کے ایوان توپ قپو مین ہین اس شہنشاہی ایوان کا وہ محل جسکا ترکی نام "خرقۂ سعادت دائرہ سی" ہے۔ بڑے بڑے جلیل القدر پیغمبرونکے آثار کا مخزن ہے۔ اس مین بالفعل حسب ذیل یادگارین موجود ہین۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک جو آپ نے کعب بن زہیر کو عنایت کی تھی اور ان سے حضرت معاویہ نے ۳۰ ہزار درہم کو خرید کی تھی خلفائے بنی امیہ و بنی عباس دربار عام کے موقعو پر اسکو اوڑھتے تھے اسکے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک چھڑی

بھی تھی مگر اب وہ نہیں رہی۔

(۲) ایک پتھر کا برتن جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہے۔

(۳) حضرت یحییٰ کا گرز

(۴) حضرت ذکریا علیہ السلام کی ایک یادگار۔

(۵) صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھے ہوئے قرآن کے نسخے

(۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تلوار۔

سلطنت عثمانیہ کو یہ سارے مقدس برکات سلطان سلیم خان کے عہد میں مصر کے آخری خلیفہ کر سے ملے تھے۔ گذشتہ ماہ میں سلطان محمد خامس جب اس محل کی زیارت کو گئے تھے تو خدیو مصر بھی ہمراہ تھے تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے۔ کہ سلطان کے علاوہ ایک اور شخص نے بھی آثار شریف کی زیارت کی ہے۔

مصر میں اللوا کے چیف ایڈیٹر شیخ عبد العزیز شاویش پر توہین سلطنت کا مقدمہ قائم ہوا تھا جس میں ۲۰ پونڈ اپنر جرمانہ ہوا ہے اس جرمانہ سے مصریوں کا جوش اور بڑھ گیا ہے عدالت میں اپیل دائر ہے۔

بلقان کی ریاستیں جو پہلے ترکوں کی مخالفت میں از خود رفتہ تھیں اب قوم کا جوش حریت دیکھ کر اظہار اخلاص میں سرگرمی ظاہر کر رہی ہیں فرڈیننڈ بادشاہ بلغاریہ عرض عقیدت کے لئے بذات خاص قسطنطنیہ آنیوالا ہے۔

ارض یمن میں بہت جلد ریلوے کا کام جاری ہو جاویگا۔ تحقیقات کے لئے ایک علمی وفد جانیوالا ہے جو لائن کیواسطے مناسب گذرگاہ تجویز کریگا۔ یہ لائن حدیدہ و صنعا کے مابین جاری ہوگی اور اسکی مسافت کا فیصلہ ۲۸۰ کیلومٹر ہوگا۔

یمن کی حالت درست کرنے اور انتظامی امور میں ضروری اصطلاحات نافذ کرنیکے لیے یمن کے مہدی اور شریف مکہ میں دوستانہ خط و کتابت ہو رہی ہے امید ہے کہ مصالحانہ طریق پر انتظام درست ہو جائیگا اور ٹرکی کو فوج کشی کی ضرورت نہ پیش آئیگی۔

سلطان روم کے سفر یورپ کی ہنوز تصدیق نہیں ہوئی ایشیا سے کوچک میں ان کے دورہ کا پروگرام مرتب ہو گیا ہے ہر مقام کے انتظامی و اخلاقی امور سے وہ بذات خاص واقفیت ہونا چاہتے ہیں

شام میں ایک عرب کو شیشہ کا کارخانہ قائم کرنیکی اجازت ملی ہے۔ بیروت حلب وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں بھی اس کارخانے کی شاخیں ہونگی گذشتہ دور میں ٹرکی کی تجارت صرف عیسائیوں سے مخصوص تھی۔ تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ آزادی کے طفیل میں اب مسلمان عرب بھی کارخانے کھول سکتے ہیں

طرابلس کے مشہور عالم شیخ حسین جسر انتقال کر گئے انکی کتاب حمیدیہ کا "سائنس و اسلام" کے نام سے اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

ترکی رعایا کو اخبار نکالنے کی پارلیمنٹ نے عام اجازت اب دیدی ہے عدالت میں اب اس کیلئے درخواست دینے کی ضرورت نہیں ہوگی ایک پرچہ جات نمبری جدید ہونگی کافی ہوگی مگر شرط یہ ہے کہ یہ بیان شرائط مطلوبہ پر حاوی ہو اور سلطنتوں کی رعایا پر یہ رعایت وسیع نہ ہوگی۔ پرچہ جاری کرنیکے لیے بھی شرط ہے

شیخ الاسلام کے زیر اہتمام آجکل مذہبی علوم کی تعلیم کا ایک جدید نصاب تیار ہو رہا ہے۔ علم کلام اور اسلامی تاریخ کا نصاب خاص کوشش سے مرتب ہوگا ایک کمیٹی اس کام کو انجام دیگی جس میں ترکی کے ہر ایک صوبہ کے نامور علماء شریک ہونگے اور سب کے اتفاق و اجماع سے یہ کام ہوگا

جس طرح سلطان عبد الحمید خان سلطنت کے قبل داڑھی منڈواتے تھے مگر سریر آرائے خلافت ہوتے ہی یہ عادت ترک کر دی تھی اسی طرح سلطان محمد خامس نے بھی اب داڑھی رکھ لی ہے۔ وہ اعدان سے کے مسلمان وزندار نماز جماعت کے پابند ہیں المنظم لکھتا ہے کہ پارلیمنٹ کا اجلاس بھی نماز ظہر کے وقت دو ڈیڑھ بجے بند ہو جاتا ہے۔ مسلمان ممبران پارلیمنٹ کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اسوقت جامع مسجد میں جائیں اور نماز باجماعت ادا کریں دوبارہ جلسہ پھر ڈھائی بجے شروع ہوتا ہے۔

محب اطفال

دوسرا نام ہے

اسکاٹس املشن

کا جو ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس
نعمت کے مدد میں چلے اس نے ان کے بچوں
کی تندرستی کو بحال اور قوی کیا ہے دوا ایسا
خوش ذائقہ ہے۔ کہ بچے اُسے
منہ سے پینے ہیں دوبیمار
بچوں کو تندرست اور تندرست
کو توانا بنا دیتا ہے نوعمر کے لیے
سب دوا فروشوں کے یہاں
موجود ہے ہمیشہ اس نشان کا جو ایک
امیلشن کو جو اسکاٹ کے طریقہ
شناخت کا نشان ہے۔ ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔
اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ بید سے ریشہ دار کشمیری لکڑی کے بہتر
ہینڈل کا کیمن دو دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائدار
قیمت ۸ کرکٹ بیٹ بید سے ریشہ دار کشمیری
لکڑی ہینڈل کا کیمن دو دو ربڑ کے بنے ہوئے
میچ کے لیے نہایت عمدہ قیمت ۵ کرکٹ بیٹ
لکڑی درجہ سوم کی ہوگی مسل میں ایک ربڑ کیمن
ہوگا قیمت ۳ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کا ہوگی
معمولی ربڑ کیمن سے کے لیے ۲

بچوں کے ۱۰ ۱۲ ۱۴ کے واسطے عمدہ دست
کرکٹ بیٹ } ایک ورکس ایک ہینڈل لکڑی
فی سیٹ ۱
بچوں کے فٹ بال نمبر ۴ دو نہایت کارآمد
پائدار معتبر عمدہ ۔۔ ۔۔ ۳

۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ نمبر ۵ ۔۔
۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۳ ۔۔
۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ نمبر ۳ ۔۔

کرکٹ بال گٹ سون نہایت عمدہ چمڑے کے ۱
کرکٹ بیٹس وکر کیس پیپر دیلگے کے پیچیں
فی کاپی ۴ پرائس لسٹ مفت۔

المشتہر
مستری نظام الدین مینوفیکچرنگ کمپنی اینڈ کو شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مال از ہر قسم کرکٹ بیٹ اور ریکٹ فٹ بال
وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا اسے کم خرچ
بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں۔ نیازمند حاکم علی
ہیڈ ماسٹر سکول سجانپور سرہ ضلع کانگڑہ

لاکھوں روپیہ کمانیکا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کیواسطے لاکھوں روپیہ
کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد صاحب پروپرائٹر
نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کی ایجاد کردہ تریاق
طاعون کی شیشیاں منگوا کر فروخت کریں جنکے
کمیشن و منافع سے آپ مالامال ہو سکتے ہیں
اس تریاق بے نظیر و سریع الاثر و مجرب المجرب کی
خاصیت ہے۔ کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم
استعمال کرنیسے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے
امن رہتا ہے۔ اگر مبتلا شدہ کے کانوں میں
بخار شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرے ٹپکائے
جائیں۔ اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے
تو دوسرا استعمار چند منٹ میں ہی دور اور سوجی
گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام مریضوں الدیا نجھو
بچوں اور انکے لیے جن کو بابرنی یا نہ خوبی لگا
سکے باعث دو حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے
یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم النفع عام کے
لیے بشرط حلفی اقرار عدم افشاء راز اسکا بنانا
بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی ۸ گراں

اشخاص کو جو ایجنٹ ہونگے بیچنے کی غرض کو بغرض
تجربہ منگائیں گے نصف قیمت لیجائیگی
نوٹ جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں زرِ اجرت
سے مطلع فرماویں

المشتہر
منع الدین کارخانہ تریاق طاعون موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی و طراری
مریضوں کی آہ وزاری آجکل وہ سماں دکھلا رہی ہے
کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے
ہم ہر دوا مفت دیتے ہیں اول آزما و پھر منگواؤ
بھلا اس میں بھی کچھ دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے
متعلق اپنے ہوؤں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ
سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے جنکے امراض
کے لیے یہ لاجواب معجون تیار کی ہے۔ جسکے چند
روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلہ انشاء اللہ
فوراً دفع ہونگی۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لیے مفید
ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھا دیں کہ جواہرات سے
تیار ہوئی ہے اول مفت منگا کر پھر اگر تجربہ ہو
تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس ۱۲

طلائے طلسمی: بیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی
غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں جو
بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچی ہے جارے اس
طلائے طلسمی پر خاتمہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں۔
انشاءاللہ تعالیٰ دونوں کو پائے قیمت چھ ماشہ ۸

سرمہ سلیمانی:۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرتا ہے
اور قوت بصارت کو بڑھاتا ہے قیمت فی تولہ ۸

سنون دندان:۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع
کرکے دانت مثل گوہر آبدار بناتا ہے سنون کا کام ہے
قیمت فی بکس ۴ المشتہر حکیم فخر الدین
ملک کا بغداد احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بھاگلپور میں پنڈت بھوجدت صاحب آریہ مسافر کی بدزبانی اور توہین اسلام اور ایک احمدی عالم کے مقابل میدان مناظرہ سے فرار۔

جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کو پنڈت بھوجدت صاحب کے فرار کی خبر انگریزی اخباروں کے ذریعے معلوم ہو چکی ہوگی۔ مگر مفصل کیفیت ذیل خدمت ہے۔ براہ مہربانی اپنے اخبار میں شایع کر دیں تاکہ معلوم ہو۔ کہ کس طرح خدا نے اسلام کا رعب مخالفین اسلام کے دلون مین ڈالا ہے۔ کہ بڑے بڑے مخالفین اسلام صرف سلسلہ احمدیہ کے خادمون کا نام سنکر بھاگتے ہیں۔ اور سامنے کھڑا ہونا بھی قبول نہیں کرتے جیسا کہ ہتیا بداوندا بے جوان رہ کہ نبا پدکس بمیدان محمدؐ۔

ہم سمجھتے ہیں کہ بہت سے ناظرین پنڈت بھوجدت صاحب شرما ایڈیٹر آریہ مسافر آگرہ سے بخوبی واقف ہونگے۔ یہہ صاحب آریہ مسافر کے بڑے لیڈنگ ممبر ہیں۔ اور اسلام کے خلاف ایک خاص جوش رکھتے ہیں۔ اور شدھی سبھا کے بڑے رکن ہیں۔

اس شہر بھاگلپور میں چند آریہ ہیں جن میں سے ایک صاحب جو بابو دیپ نرائن صاحب رئیس کے عزیزون میں سے ہیں۔ انھون نے بابو صاحب سے اجازت لیکر پنڈت صاحب کو بلوا کر بابو صاحب کے مکان مین اُتارا۔ گو خود بابو صاحب کو آریہ سماج سے کوئی سروکار نہیں۔ بلکہ آپ اس شہر کے معزز ہیں۔ اور ہندو اور مسلمان دونون اُن سے خوش ہیں۔ اور آپ بڑے بامروت وبااخلاق رئیس ہیں ایک تو بوجہ اخلاق کے دوسرے اپنے ایک عزیز کے خاطر سے اپنے پنڈت صاحب کو اپنے یہان مہمان رکھا۔ مگر پنڈت صاحب سے فرمادیا تھا۔ کہ کوئی کلمہ دلآزاری مسلمانون کے خلاف استعمال نہ کرین۔ مگر جو کسی کی عادت بُری ہوئی ہوتی ہے۔ اس سے باز آنا مشکل ہے خصوصًا آریہ صاحبان جنکا گالی نکالنا توہین کرنا ان کے معمول دین میں داخل ہے۔ جس کی شاہد گورنمنٹ کے ریکارڈ ہیں۔

پنڈت صاحب کے بھاگلپور انسٹیٹوٹ میں دو لکچر ہوئے۔ اور انہون نے اسلام پر سخت حملہ کیا۔ اور اسلام اور بانی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف بہت سی لایعنی باتین کین۔ اور ہندوؤن اور مسلمانون کے اتحاد میں بھی فرق ڈالنے کی کوشش کی اور ہندو صاحبون کو اہل اسلام کے خلاف بہت ابھارا مثلاً بیان کیا کہ محمدؐ (فداہ ابی وامی) چالیس برس تک بت پوجتے اور نہال اور بھوگ چڑھاتے رہے اور مسلمانون کا خدا قیامت کے روز ڈوبے میں اوتریگا۔ اور مسلمانون کے مذہب میں کچھ بھی سچائی نہیں ہے۔ بھاگلپور کے ایک لڑکے کو کسی مسلمانون نے فریب سے مسلمان بنایا تھا۔ جس کو ہم نے شدھی کیا مسلمانون نے زبردستی سے ہندوؤن کو مسلمان بنایا ہے۔ اب اس کا بدلہ لینا چاہیئے۔ اور بعد لیکچر کے ایک شخص کو پیش کیا۔ کہ یہ سید صاحب ہیں۔ جو مسلمان سے آریہ ہو گئے ہیں۔" اور قرآن کے یہ امر خلاف ہے کہ کسی ہندو کو مسلمان بنایا جاسکے۔

ان وجہون سے مسلمانون میں خصوصًا اور ہندوؤن میں عمومًا جوش پیدا ہو گیا۔ مگر فوراً ہی جناب حضرت مولانا مولوی ابوالمجد عبدالماجد صاحب نے ان کے پہلے ہی لیکچر کے بعد پنڈت صاحب کے نام ایک کھلی چٹھی شایع کی۔ کہ میں آپ کو آریہ مسافر کے ذریعہ بہت روز سے جانتا ہون۔ لیکن آپ مجھکو تو نہیں مگر سلسلہ عالیہ احمدیہ کو جس کا میں ایک ممبر ہون خوب جانتے ہو۔ آپ نے بہت سی باتین اسلام اور بانی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف بیان کی ہیں۔ اس لیئے میں جانتا ہون۔ کہ ایک جلسہ مناظرہ قایم کر کے آپ اِن باتون کا ثبوت دین۔ اور بھی آپ کو اسلام پر اعتراض ہو ہم سے جواب لین۔ اور پھر ہم کو بھی آریہ دہرم پر چند اعتراضات کرنیکا موقع دین اور جو صاحب آپ کے ساتھ ہیں اور بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ سید ہیں اور اسلام سے بیزار ہوکر آریہ دہرم اختیار کیا ہے۔ ان سے مجمع میں ان کی مذہبی معلومات دریافت کرنا چاہتا ہون۔ تا معلوم ہو کہ انہون نے صحیح معلومات کے ساتھ تبدیل مذہب کیا ہے۔

یہ نوٹس ان کے دوسرے لیکچر میں تقسیم کر دیا [illegible] ہی بعد لیکچر کے دیا گیا۔ مگر پنڈت صاحب کا حواس ایک احمدی کا نام سنتے پران ہو گیا۔ اور کہا کہ میرے مخاطب تو مسلمان ہیں۔ اور ان احمدیون پر تو کفر کا فتویٰ ہو چکا ہے ہم ان سے بحث نہیں کرینگے۔ لیکن کل مسلمانون نے متفق اللفظ ہو کر کہا کہ آپ کو اس سے کیا مطلب ہم آپ کو اپنا وکیل بنا کر آپ کے مقابلہ کے پیش کرتے ہیں۔ تو اس کے بعد ہی پنڈت صاحب کو بخار آگیا۔ اور سنا گیا۔ کہ تا ساری طبیعت سے چند دست بھی کیون بہ گئے تھے۔ مگر مسلمانون نے اُن کا پیچھا نہ چھوڑا۔ دوسرے روز ہم لوگ مونگیر کے احمدیون کو خبر معلوم ہوئی۔ اور ہم لوگ بھی پہونچ گئے۔ اب میں یہان سے کل باتونکا خود شاہد ہون۔ کہ کس طرح پنڈت صاحب نے اس ترنج بھاگنکو اپنے اوپر سے ٹالنے کی کوشش کی۔ وہ برابر کوشش کرتے رہے۔ کہ مسلمانون کو احمدیون سے الگ کرین۔ اور روُساے شہر د

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بھاگلپور میں پنڈت بھوجدت صاحب آریہ مسافر کی بدزبانی اور توہین اسلام اور ایک احمدی عالم کے مقابل میدان مناظرہ سے فرار ۔

جناب ایڈیٹر صاحب ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ آپ کو پنڈت بھوجدت صاحب کے فرار کی خبر انگریزی اخباروں کے ذریعے معلوم ہو چکی ہوگی ۔ مگر مفصل کیفیت زیل خدمت ہے ۔ براہ مہربانی اپنے اخبار میں شایع کر دین تاکہ معلوم ہو ۔ کہ کس طرح خدا نے اسلام کا رعب مخالفین اسلام کے دلون میں ڈالا ہے ۔ کہ بڑے بڑے مخالفین اسلام صرف سلسلہ احمدیہ کے خادمون کا نام سنکر بھاگتے ہیں ۔ اور سامنے کھڑا ہونا بھی قبول نہیں کرتے جہ ہیبتا بداو نداے جوان رہ کہ نباید کس جبدان مجز ۔

ہم سمجھتے ہیں کہ بہت سے ناظرین پنڈت بھوجدت صاحب شرما ایڈیٹر آریہ مسافر آگرہ سے بخوبی واقف ہونگے ۔ یہہ صاحب آریہ مسافر کے بڑے لیڈنگ ممبر ہیں ۔ اور اسلام کے خلاف ایک خاص جوش رکھتے ہیں ۔ اور شدھی سبھا کے بڑے رکن ہیں ۔

اس شہر بھاگلپور میں چند آریہ ہیں جن میں سے ایک صاحب جو بابو دیپ نرائن صاحب رئیس کے عزیزون میں سے ہیں ۔ انہون نے بابو صاحب سے اجازت لیکر پنڈت صاحب کو بلوا کر بابو صاحب کے مکان میں اتارا ۔ گو خود بابو صاحب کو آریہ سماج سے کوئی سروکار نہیں ۔ بلکہ آپ اس شہر کے ہیڈ ممبر ہیں ۔ اور ہندو اور مسلمان دونون اُن سے خوش ہیں ۔ اور آپ بڑے بامروت و با اخلاق رئیس ہیں ایک تو بوجہہ اخلاق کے دوسرے اپنے ایک عزیز کے خاطر سے اپنے پنڈت صاحب کو اپنے یہان مہمان رکھا ۔ مگر پنڈت صاحب سے فرما دیا تھا ۔ کہ کوئی کلمہ دلآزار مسلمانون کے خلاف استعمال نہ کرین ۔ مگر جو کسی کی عادت بُری ہوئی ہوتی ہے ۔ اس سے باز آنا مشکل ہے خصوصًا آریہ صاحبان جنکا گالی نکالنا توہین کرنا ان کے اگصول دین میں داخل ہے ۔ جس کی شاہد گورنمنٹ کے ریکارڈ ہیں ۔

پنڈت صاحب کے بھاگلپور انسٹیٹوٹ میں دو لیکچر ہوئے ۔ اور انہون نے اسلام پر سخت حملہ کیا ۔ اور اسلام اور بانی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف بہت سی لایعنی باتین کین ۔ اور ہندوؤن اور مسلمانون کے اتحاد میں بھی فرق ڈالنے کی کوشش کی اور ہندو صاحبون کو اہل اسلام کے خلاف بہت ابھارا مثلاً بیان کیا کہ محمدؐ (فداہ ابی و امی) چالیس برس تک بُت پوجتے اور نہال اور بھوگ چڑھاتے رہے اور مسلمانون کا خدا قیامت کے روز ڈوبے میں اوتریگا ۔ اور مسلمانون کے مذہب میں کچھ بھی سچائی نہیں ہے ۔ بھاگلپور کے ایک لڑکے کو کسی مسلمانون نے فریب سے مسلمان بنایا تھا ۔ جس کو ہم نے شدھی کیا مسلمانون نے زبردستی سے ہندوؤن کو مسلمان بنایا ہے ۔ اب اس کا بدلہ لینا چاہیئے ۔ اور بعد لیکچر کے ایک شخص کو پیش کیا ۔ کہ یہ سید صاحب ہیں ۔ جو مسلمان سے آریہ ہوگئے ہیں ۔" اور قرآن کے یہ امر خلاف ہے کہ کسی ہندو کو مسلمان بنایا جائے ۔ ان وجوہ سے مسلمانون میں خصوصًا اور ہندوؤن میں عمومًا جوش پیدا ہو گیا ۔ مگر فوراً ہی جناب حضرت مولانا مولوی ابوالمجد عبدالماجد صاحب نے ان کے پہلے ہی لیکچر کے بعد پنڈت صاحب کے نام ایک کھلی چٹھی شایع کی ۔ کہ میں آپ کو آریہ مسافر کے ذریعہ بہت روز سے جانتا ہون ۔ لیکن آپ مجھکو تو نہیں مگر سلسلہ عالیہ احمدیہ کو جس کا میں ایک ممبر ہون خوب جانتے ہو ۔ آپ نے بہت سی باتین اسلام اور بانی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف بیان کی ہیں ۔ اس لئے میں چاہتا ہون ۔ کہ ایک جلسہ مناظرہ قایم کر کے آپ ان باتون کا ثبوت دین ۔ اور بھی آپ کو اسلام پر اعتراض ہو ہم سے جواب لین ۔ اور پھر ہم کو بھی آریہ دہرم پر چند اعتراضات کرنیکا موقع دین اور جو صاحب آپ کے ساتھ ہیں اور بیان کیا جاتا ہے ۔ کہ وہ سید ہیں اور اسلام سے بیزار ہوکر آریہ دہرم اختیار کیا ہے ۔ ان سے بھی میں ان کی مذہبی معلومات دریافت کرنا چاہتا ہون ۔ تا معلوم ہو کہ انہون نے صحیح معلومات کے ساتھ تبدیل مذہب کیا ہے ۔

یہ نوٹس ان کے دوسرے لیکچر میں تقسیم کر دیا ہے ۔ اور ان کو بھی بعد لیکچر کے دیا گیا ۔ مگر پنڈت صاحب کا حواس ایک احمدی کا نام سنتے پران ہوگیا ۔ اور کہا کہ میرے مخاطب تو مسلمان ہیں ۔ اور ان احمدیون پر تو کفر کا فتویٰ ہو چکا ہے ہم ان سے بحث نہیں کرینگے ۔ لیکن کل مسلمانون نے متفق اللفظ ہو کر کہا کہ آپ کو اس سے کیا مطلب ہم آپ کو اپنا وکیل بنا کر آپ کے مقابلہ کے پیش کرتے ہیں ۔ تو اس کے بعد ہی پنڈت صاحب کو بخار آگیا ۔ اور سُنا گیا ۔ کہ تا ساری طبیعت سے چند دست بھی کیون بہ گئے تھے ۔ مگر مسلمانون نے اُن کا پیچھا نہ چھوڑا ۔ دوسرے روز ہم لوگ مونگیر کے احمدیون کو خبر معلوم ہوئی ۔ اور ہم لوگ بھی پہونچ گئے ۔ اب میں یہان سے کل باتونکا خود شاہد ہون ۔ کہ کس طرح پنڈت صاحب نے اس زخم بھالیکو اپنے اوپر سے ٹالنے کی کوشش کی ۔ وہ برابر کوشش کرتے رہے ۔ کہ مسلمانون کو احمدیون سے الگ کرین ۔ اور رؤسا و شہرد

(ہندو و مسلمان) کو جو منتظمین اس مناظرہ کے لیئے بہت ڈرا کر اس انتظام سے باز رکھا چاہا۔ ہم لوگوں سے سخت بدزبانی کرتے رہے کہ کسی طرح جوش پیدا ہو کر تکرار ہو جاوے اور انعقاد جلسہ کا موقعہ نہ آوے۔ مولوی سید آل حسن صاحب کو جو یہاں کے مسلمانوں سے بہت معزز ہیں۔ خلاف تہذیب کلمہ سے مخاطب کیا۔ احمدیوں کو فریبی چالباز فسادی اور جو لوگ وہاں احمدی سمجھے گئے ان کو خلاف تکلیف کلمات کہتے رہے۔ لیکن مسلمانوں نے نہایت ہی صبر سے برداشت کیا۔ اور کوئی موقع فرار کا نہیں دیا۔ آخر بڑے حیلہ و حوالہ کے بعد پنڈت صاحب کیطرف سے مناظرہ کا نوٹس شایع ہوئے۔ اور وقت و مقام مناظرہ بتلایا گیا۔ اور ہم لوگوں کیطرف سے بحث مناظرہ کا اعلان بذریعہ نوٹس کیا گیا۔ انسٹیوٹ بھاگلپور کی بلڈنگ میں سامعین ساڑھے تین ہی بجے سے جوق جوق آنے لگے۔ اور چار بجے تک بالکل بلڈنگ اور اس کا صحن معمور ہو گیا۔ اور کچھ لوگ دیواروں اور درختوں پر چڑھ گئے اور پنڈت صاحب کا انتظار کرنے لگے۔ اور سمجھا کہ پنڈت صاحب وقت کے زیادہ پابند ہیں۔ ٹھیک وقت پر تشریف لا دینگے اور مولانا مع اپنے احمدی جماعت اور عام مسلمانوں کے قبل ہی اپنے پلیٹ فارم پر موجود تھے۔ اور سامنے کا پلیٹ فارم جو پنڈت صاحب کا تھا۔ بالکل خالی تھا۔ مگر جب ساڑھے پانچ بجگئے۔ اور پنڈت صاحب تشریف نہ لائے۔ تو حاضرین میں سخت بے چینی پھیلی۔ اور بار بار ان کے طرف سے پنڈت صاحب کے نہ آنے سے امراد ہونا تھا۔ اور بعض مایوس ہو کر جانا چاہتے تھے۔ مگر پھر پنڈت صاحب کے انتظار کے لیئے روک لیے جاتے تھے۔ مگر جب انتظار حد سے گذر گیا۔ اور حاضرین کا مجمع جو پانچ چھ ہزار سے زیادہ تھا پنڈت صاحب کے آنے کے لیے سخت اقلقاگیا۔ تو بابو ہنبارن چندر مکرجی وکیل نے ساڑھے چھ بجے آکر بیان کیا۔ کہ ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ جلسہ میں تقریر اور مباحثہ نہ ہو۔ بلکہ مولوی صاحب اور پنڈت صاحب دونوں اپنے گھر بیٹھے تحریری مناظرہ کریں۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ اس مکان کے سکرٹری نے بھی خط لکھا ہے۔ کہ ہم بھی اس مکان میں مناظرہ کرنے نہ دینگے "اس لیئے یہ بھی مجبوری ہے۔ پس یہ خلاف امید آواز سنتے ہی مجمع سخت پریشان ہو گیا۔ اور سب لوگ نے صاف سمجھ لیا۔ کہ پنڈت صاحب کی عزت و آبرو رکھنے کا غالبًا اچھا بہانہ ہاتھ آگیا ہے۔ جس کا اکثروں نے مجمع میں سے بھی یہ اظہار کیا۔ اور مولانا موصوف نے کھڑے ہو کر بیان کیا۔ کہ صاحبو یہ جلسہ ہندو و مسلمان کے مناظرہ کے لیئے قایم نہیں ہوا تھا۔ اور تحریری بالمشافہ مناظرہ ہونا طے پایا تھا۔ مگر جب پنڈت صاحب پلیٹ فارم پر نہیں آئے۔ تو ہم ان کے خاطر سے تحریری بھی منظور کرتے ہیں "لیکن افسوس پنڈت صاحب کیطرف اس کی بھی منظوری نہیں دی گئی۔ آخر جلسہ برخاست ہو گیا۔ اور کل ہندو و مسلمان پنڈت صاحب کے کرتوت پر افسوس کرتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ پنڈت صاحب انسٹیوٹ کے کمرہ میں چپ چاپ بند بیٹھے ہوئے تھے۔ اور بعد جلسہ ختم ہونے پر اپنے قیامگاہ میں تشریف لے گئے۔ دوسرے دن حضرت مولانا نے بابو ہنبارن چندر مکرجی کے معرفت پنڈت صاحب کو خط لکھا ہے۔ کہ اگر ان کو منظور ہو۔ تو تحریری مناظرہ شروع کریں۔ اور ان کے بیانات کے ثبوت کیلیے ان کے پاس تحریر پہنچی جائے۔ اگر پنڈت صاحب مناظرہ پر مستعد ہوئے تو ناظرین کے دلچسپی کے لیے ان کے کیفیت ارسال کرونگا۔

نوٹ۔ یہ خیال اگر کسی کے دل میں پیدا ہو۔ کہ شائد پنڈت صاحب کسی خوف سے مجلس مناظرہ میں تشریف نہ لائے۔ تو یہ خیال بالکل بیجا ہے اس لیے پنڈت صاحب سے یہ بھی کہا گیا تھا۔ کہ اگر ان کو کسی قسم کا خیال ہو تو محض چیدہ چیدہ شرفا و تعلیم یافتہ لوگوں کے درمیان میں مباحثہ کیا جاوے۔ لیکن پنڈت صاحب نے اس تجویز کو سے بھی انکار کیا۔ اور راضی نہیں ہوئے۔

سید ارادت حسین احمدی از بھاگلپور۔

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم قادیان

السلام علیکم۔ ذیل کی اطلاع الحکم میں شایع کر کے مشکور فرماویں۔

چکوال میں انجمن احمدیہ باقاعدہ قایم ہو گئی ہے لہذا تحصیل چکوال کے تمام احمدی اپنا پتہ معہ رقم ماہوار چندہ سے جو وہ دینا پسند فرماویں مولوی نور محمد صاحب خطیب چکوال متصل مسجد جہاں متام چکوال کے پتہ پر اطلاع دیں تا کہ رجسٹر میں باقاعدہ اندراج ہو جاوے نیز وہاں احمدیوں کی مسجد بنگئی ہے لہذا جو صاحب وہاں تشریف لاویں مسجد میں آرام وہ جگہ پاویگے

دعا میر بشارت علیخان صاحب احمدی حیدر آباد سے چند ایک دنوں سے مبتلا ہیں تمام احمدی احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے ہیں لہذا تمام احباب میر صاحب کے لئے دعا کریں کہ خدا انکی مشکلات کو حل کرے

ماسٹر عبدالرحمن صاحب مختلف مقامات میں اپنے دعظ و لیکچر سے بہت سی خلق خدا کو فائدہ پہنچا کر قادیان میں آگئے ہیں اگر کسی نے خط و کتابت کرنی ہو تو خط قادیان کے پتہ پر روانہ کرے

قومی ضرورتوں کیلئے دستِ سوال

میں نے ایک سے زیادہ مرتبہ الحکم کے کالموں میں اس آواز کو اٹھایا کہ میگزین کے آخر میں جو ہندسوں کا صفحہ ہوتا ہے وہ نہایت ضروری ہے اور وہ قومی انسٹیٹیوشنز کی حالت کے لیئے ایک مرغ بادنما کا کام دیتا ہے۔ اور بار ہا کہا کہ اسکو غور سے پڑھنا چاہیئے اور اسپر پوری توجہ مبذول کرنی چاہیئے مگر یہ آواز صرف الحکم ہی کے کالموں میں اٹھ کر رہ گئی اسکی تائید کے لیئے کوئی قلم اور ہاتھ جنبش میں نہ آیا جہانتک کہ انجمن کے اسی رسالہ میں بھی اس ضروری آواز کے ساتھ ہم آہنگی کی ضرورت نہ سمجھی گئی۔ مگر وقت آگیا اور ضرورت پیدا ہوگئی تو اس آواز کو جو الحکم کے کالموں میں گونج کر رہ گئی تھی مینہ کی شکل میں میگزین کے صفحوں پر آنا پڑا اگست ۱۹۰۹ء کے رسالہ میں سکریٹری صاحب نے قومی فنڈز کی حالت دکھائی ہے۔ جو قوم کے لیئے دستِ سوال ہے جو مستقل انتظام کے لیئے قوم کے سامنے پھیلایا گیا ہے۔ میں اسی سوال کو ۱۹۰۸ء میں متواتر پیش کرچکا تھا الحکم کے صفحات اب تک بھی اس سوال کو کسی نہ کسی رنگ میں قوم کے سامنے پیش کرنے سے خالی نہ رہے اور قوم نے اس مکرر تحریک پر بھی کچھ نہ کچھ ادا کیا مگر ایسی تحریکیں محتاج ہوئی ہیں زبردست تائیدوں کی۔ اور بدقسمتی سے تائید کے لیئے قلوب اور قلموں میں جنبش پیدا ہونا یا پیدا کرنا میرے اختیار میں نہیں اگر کسی مفید اور موثر تحریک کی تائید کیلیئے ہم اپنے آپکو بروقت آمادہ کرسکیں اور کبھی یہ خیال بھی پیدا نہ ہونے دیں کہ یہ کس دماغ اور قلب سے نکل کر آئی ہے۔ تو ہمیں بہت سہولت اور آسانی ہو یکطرف مفید تجاویز یا تحریکیں عملی رنگ اختیار کرسکیں دوسری طرف کالموں میں علم دوستی اور مذاق پیدا ہو مگر یہ سپرٹ ابھی تک ہم میں کم ہے میری ایسی تحریروں اور صداؤں پر ووٹ ملامت پاس کیا جاتا ہے کہ کیا کیا جائے میں جو کچھ لکھتا ہوں یا کہتا ہوں قومی ضروریات کو محسوس کرکے اور انپر غور کرکے کہتا ہوں اور تجربہ بتاتا ہے کہ جو تجاویز وقتاً فوقتاً الحکم نے پیش کی ہیں انکے کچھ عرصہ کے بعد قوم کے ذمہ دار افراد کو عمل کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ میں ان سطور کے لکھنے کی ہرگز ضرورت نہ سمجھتا جب کہ ان سے خودنمائی یا خودستائی کا مفہوم پیدا کیا جاسکے مگر میں اسلیئے ضروری سمجھتا ہوں کہ اس سے قلوب پر ایک موثر حرکت پیدا ہوسکتی ہے انسانی فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ مناسب تنبیہ سے فائدہ اٹھاتی ہے۔

غرض قومی ضرورتوں کے لیئے **مستقل سرمایہ** کا سوال بہت بڑا اہم سوال ہے اور میں اس امر کی بڑے زور سے تائید کرتا ہوں کہ بہت جلد **مستقل سرمایہ** کا انتظام کرنا چاہیئے اور جب تک اس انتظام سے ہم غافل رہینگے آئے دن کے چندے قوم کی مالی حالت پر موثر ہونگے میں اس امر میں سیکرٹری صاحب سے متفق نہیں ہوں کہ نئی تحریکیں مستقل کاموں پر گویا جو بطور ام کے ہیں موثر ہوتی ہیں نئی تحریکیں کوئی ایسی تحریکیں نہیں ہیں **میر صاحب** کا چندہ ہسپتال وغیرہ ہے وہ ضروری چندہ ہے۔ اور اگر آج کل میر صاحب اسکے لیئے تحریک نہ کرتے تو کل **انجمن** ضرور کرتی اور کوئی ایسی تحریک نہیں جسکے لیئے قومی کاموں پر اثر ڈالا گیا ہو ہاں **سادھ سنگت** کی بھی ایک چھوٹی سی تحریک ہے وہ تحریک جیسی بطور **نوافل** قرار دیگئی ہے ویسے ہی نوافل کے رنگ میں لوگ اس کی طرف متوجہ ہیں اور اسی طرح **تشحیذ الاذہان** کی طرف سے کبھی کبھی کسی ضرورت کے لیئے تحریک ہوتی ہے حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ احد کی توجہ اور محنت نے **تشحیذ الاذہان** کے ذریعہ جو روح قوم کے نوجوانوں میں پھونکی ہے وہ قابل قدر ہے اور ہم اس امر کے لیئے کوئی شرم نہیں سمجھتے اگر یہ کہیں کہ ہم وہ روح نہیں پھونک سکے اور علاوہ بریں وہ بجائے خود ایک ایسا کام ہے جسکا تعلق کسی شخص کی ذات واحد سے نہیں۔ بہرحال اس سے کوئی بحث نہیں ہونی چاہیئے کہ مختلف تحریکیں ہوتی رہتی ہیں ان تحریکوں میں جو لوگ چاہتے ہیں حصہ لیتے ہیں اور جو نہیں شامل ہوتے انپر کوئی زور اور بوجھ نہیں ڈالا جاتا اس لیئے خارجی تحریکوں کو چھوڑ کر وہ خواہ ہوں یا نہ ہوں یہ سچی بات ہے کہ ان کاموں کی طرف ہماری توجہ نہایت نفع اور جوش کیساتھ ہونی چاہیئے جو بطور ام کے ہیں **لنگرخانہ** اصل ہے اور اسکے لیئے حضرت اقدس علیہ السلام کی زندگی میں جس طرح پر توجہ رہی اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ اب حاجت ہے مدرسہ کے اخراجات اگرچہ دن بدن بڑھتے جارہے ہیں اور انہیں ایک موزون پیمانہ پر رکھنے کی حاجت بھی ہے۔ مگر ضرورتیں مجبور کرتی ہیں کہ اخراجات میں اضافہ ہو۔

میں اس امر کو شکرگزاری سے ظاہر کرتا ہوں کہ ہمارے **استاد** توجہ اور محنت سے کام کر رہے ہیں اور شاید ان میں سے بعض قادیان سے باہر رہ کر زیادہ تنخواہ بھی لے سکیں لیکن جس قسم کی قربانیوں کی کمی اخراجات کے لیئے ضرورت ہے۔ اسکے لیئے کبھی اور کسی وقت کا انتظار کرنا ہوگا یا تو ایسے والدین جو آسودہ حال ہوں اور وہ اپنے ہونہار بچے کو جو اپنی تعلیمی منزل کو طے کرکے کامیاب ہوچکا ہے تعلیم الاسلام سکول کے لیئے وقف کردیں اور اسکے اخراجات کے خود کفیل ہوں یا ایسے بھائی پیدا ہوجائیں جن میں سے ایک باہر کام کرے اور اس میں سے کچھ پس انداز کرکے اپنے دوسرے بھائی کی جو تعلیم الاسلام میں کام کرتا ہو مدد کرے۔

یہ باتیں ہونگی اور ضرور ہونگی مگر ابھی تک نہیں اسکے لیئے ہماری نظریں ان نوجوانوں پر ہیں جو تعلیم الاسلام سکول کے **فرزند** ہیں اور اب کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں غرض اخراجات میں کمی کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ ایسے لوگ پیدا ہوجائیں جو اپنی **زندگیاں** وقف

کریں اور جب تک یہ نہ ہو وہ لوگ بہا غنیمت اور قابل قدر ہیں جو معاوضہ لیکر بھی قادیان میں رہ کر کام کریں آئیو کہ قادیان سے باہر انہیں شاید دنیوی رنگ میں بہتر ترقی امیدیں ہوں پس مدرسہ کی ضروریات کے پورا کرنے کے لیئے بھی بہت توجہ بکار ہے اور اگر ماہوار مستقل چندوں کی وصولی کا انتظام ہوجائے تو یہ دقت رفع ہوجائے میں کئی مرتبہ یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ چندوں کی وصولی کا مستقل انتظام ناممکن نہیں انجمن اگر ایک شخص کو جو اس قسم کی قابلیت رکھتا ہو دورہ پر مامور کرے اور اسکے لئے یہ ہرگز فیصلہ نہ کیا جاوے کہ وہ دو ماہ یا چار ماہ میں اپنا دورہ ختم کرے بلکہ وہ پوری تن دہی اور کوشش سے کل ملک میں پھر کر جماعت کی مکمل فہرست طیار کرے وہاں چندہ دینے والوں کی بھی مکمل فہرست طیار کرے اور اسکے باضابطہ وصول ہوتے رہنے کے انتظام کو سوچکر اپنے یا انجمن یا بالآخر حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے اثر سے جاری کرے اگرچہ اس کام پر ایک معقول رقم اور وقت خرچ ہوگا۔ لیکن یہ بہر نوع مفید ہوگا انجمن کو یہ کرنا پڑیگا کہ اس سال نہ کرے گی تو دو سال بعد کریگی اس سے شاید وہ اس قسم کے دفد بھیجنے سے بھی مستغنی ہوجائے جنکی ضرورت پڑتی ہے۔

پھر **اشاعت اسلام** کا سوال ہے جس کے لیئے میگزین جاری کیا گیا ہے اسکے اخراجات بھی دن بدن بڑھ رہے ہیں۔ پہلے صرف حضرت مولوی **محمد علی** صاحب ایم۔اے اسکو ایڈیٹ کرتے تھے پھر انکی مدد کے لئے مولوی شیر علی صاحب بی۔اے کی خدمات کو منتقل کرنا پڑا۔ اس تبدیل خدمات سے مولوی محمد علی صاحب کا بوجھ تو کم نہ ہوا اسلئے کہ انپر سیکرٹری شپ کے کام کا بہت زیادہ بوجھ پڑ گیا اور رسالہ کے اخراجات میں سو روپیہ کا اضافہ ہوگیا بظاہر یہ اضافہ اضافہ ہی نظر آتا ہے مگر فی الواقعہ اس کی ضرورت تھی اور ایسا ہی اور بھی اس قسم کے اخراجات ہوسکتے ہیں خیر ان معاملات پر پھر کچھ لکھیں گے۔

سرِدست مجھے یہ دکھانا ہے کہ اخراجات دن بدن بڑھ رہے ہیں اور بالمقابل چندے کم ہو رہے ہیں آمد کے مقابلہ میں اخراجات بڑھے ہوئے ہیں یا تو اخراجات کو کم کرنا چاہیئے جسطرح بھی ممکن ہے اور یا آمدنی کو بڑہایا جاوے جیسے ہوسکے یہ سوال معمولی سوال نہیں اسپر قوم کے فہمیدہ اور سنجیدہ اصحاب کا غور کرنا فرض ہے خصوصاً ایسے وقت میں کہ بجٹ ان کے بھیجا گیا ہے۔ اگر وہ اسوقت اس سوال پر غور نہیں کرینگے اور بجٹ کو بلا سوچے سمجھے منظور کرتے ہیں تو قوم دستاویز دیتی ہے کارکنان کے ہاتھ میں کہ ہم اسقدر روپیہ مہینے کی **گارنٹی** کرتے ہیں پھر اسکا فرض ہے کہ وہ اسقدر روپیہ مہیا کر دے اگرچہ اب تک قوم نے اس معاملہ میں کارکنوں کو مایوس نہیں ہونے دیا اور آیندہ بھی ہمیں اپنی عارف قوم سے یہ امید نہیں مگر یہ سوال یہیں تک نہیں رہتا پھر کر اسی مستقل سرمایہ کے مرکز پر آ ٹھہرتا ہے جب تک مستقل سرمایہ کے لیئے ہم کوئی تجویز عملی نہ کرینگے اسوقت تک ہمارا دست سوال مرک نہیں سکتا

سکرٹری انجمن کا کام اتنا ہی نہیں رہنا چاہیئے اور اتنا ہی نہیں ہے کہ وہ ایسی تحریکوں کے لیئے ہی ہر دفعہ نئے الفاظ اور نئے پیرایئے سوچتا رہے اور یہ قومی وقار اور عظمت کے شایان نہیں کہ آئے دن اس سے اپلیں ہی ہوتی رہیں بلکہ یہ تو خود قوم کا فرض ہونا چاہیئے کہ جہاں وہ جمع خرچ کے گوشوارے کو دیکھے اور آمدنی خرچ سے کم ہو تو فوراً صدر انجمن کے دفتر سے وجوہات کی آمدنی کو معلوم کرنے کے لیئے طیار رہے اور جس جماعت کی طرف سے ایسی کوتاہی عمل میں آئے اسے بیدار کیا جائے ہم ایک بہت بڑی ذمہ داری کا کام لیکر دنیا میں نکلے ہیں۔ یہ کام تو ہوگا اسلیئے کہ خدا تعالےٰ نے اسکے کرنیکا ارادہ کیا ہے لیکن اگر ہمارے ہاتھ ہمارے دل ہمارے اموال اور نفوس نے اس میں حصہ نہ لیا تو ہمارے لیئے بجز اس امید کے کہ یہ کام ہو کر رہیگا۔

کوئی خوشی کا موجب نہیں ہوسکتی اسلیئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اس ضرورت کو محسوس کریں اور مستقل سرمایہ کے لیئے پوری کوشش کریں ریزرو فنڈ کی تجویز پاس ہوچکی ہے۔ اور بہت لوگوں نے اسکے متعلق وعدہ بھی فرمائے ہیں سالانہ جلسہ قریب آرہا ہے اگر اس جلسہ پر بھی ہم اس مستقل فنڈ میں **۲۵ ہزار** جمع کرسکیں تو چھوٹی سی بات نہیں ہے مستقل سرمایہ کے لئے جسقدر بھی سعی کیجائیگی وہ زیادہ قابل قدر اور ازبس مفید ہے میں امید کرتا ہوں کہ میری اس تحریر سے فائدہ اٹھایا جاویگا کیا اچھا ہو کہ جن لوگوں نے سال گذشتہ ریزرو فنڈ میں روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ وہ جلسہ سے پہلے ہی روپیہ بھیجدیں تاکہ انجمن کے کام میں سہولت واقعہ ہو ہمارے کام محض اخلاص کے لیے نہیں اسلیئے یہ کوئی ضروری امر نہیں کہ ہم جلسہ ہی میں دیں اس سے انجمن کے حسابی کام میں بہت بڑی سہولت پیدا ہونیکا یقین ہے **صیغہ تعمیر** کی ضرورتوں پر بھی میں کچھ عرض کرونگا۔ مگر انشاء اللہ بعد میں خدا کرے میری یہ سطور جس غرض اور درد سے لکھی گئی ہیں وہ قابل غور ثابت ہوں۔

(ایڈیٹر از دہلی)

مختصر نوٹ

اسلام اور بُت پرستی

اسلام میں توحید کی جو تعلیم دی گئی ہے دنیا کی کوئی کتاب اور کسی ہادی نے ایسی مکمل تعلیم نہیں دی ہے۔ یہانتک کہ جب اسلام سے پہلے ہادیان مذہب کو ہی معبود کے مقام پر کھڑا کیا گیا جسکی نظیر عیسائیوں اور ہندوؤں میں اب تک بھی موجود ہے۔ کہ انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام اور رام و کرشن علیہما السلام کو الوہیت کی مسند پر بٹھا دیا تو مقدس اسلام نے ہمیشہ کے لئے اس غلطی کو دور کرنیکے لئے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کی تعلیم دی نا عاقبت اندیش اور حقایق سے محض ناواقف لوگوں نے اس توحید کی جان کلمہ کو بھی بت پرستی کی مد میں داخل کیا حالانکہ یہ کلمہ ہمیشہ کے لیے بُت پرستی اور انسان پرستی کو دُور کرنیوالا تھا اسلامی توحید پر یورپ کے بے تعصب فاضلوں نے مختلف اوقات میں طویل تقریریں کی ہیں اور زبردست مضامین شائع کئے ہیں ۲۱ جولائی ۱۹۰۹ء کو مسٹر ایوان مارسنے جو لیکچر لنڈن میں اسلام پر دیا تھا انہوں نے جس خوبی اور جرأت کیساتھ اسلامی توحید کو بیان کیا ہے اس کی صدا ابھی تک سمندروں کی لہروں میں سے گذر کر اکناف عالم میں پھیل رہی ہے اسپر بھی بعض احمقوں کا یہ کہنا کہ اسلام بت پرستی سکھاتا ہے حماقت نہیں تو اور کیا ہے اور بت پرستی کے ثبوت کے لیے حجر اسود کو بوسہ دینا پیش کرنا اور بھی نادانی ہے مجرد بوسہ دینا بت پرستی کا مفہوم ہو کیونکر سکتا ہے؟ علاوہ بریں دنیا میں جسقدر مہذب اور شائستہ قومیں ہیں وہ سب کی سب بالاتفاق آثار قدیمہ اور مشاہیر کی یادگاروں کی عزت کرتی ہیں اگر حجر اسود کے مسلمان محض اسوجہ سے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی (جیسا کہ روایات سے پایا جاتا ہے) یادگار سمجھ کر عزت کریں تو اسکو بُت پرستی سے کیا علاقہ؟ کیا ایسے لوگ نہیں جانتے کہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ ہمیشہ علانیہ کہا کرتے تھے کہ

"اے سیاہ پتھر میں جانتا ہوں کہ تو نہ کسی کو فائدہ پہونچا سکتا ہے اور نہ نقصان دے سکتا ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیری عزت کرتے تھے اسلئے میں بھی تیری عزت کرتا ہوں"

جبکہ یہ بھی ہمارے نامہربان معترضین کو معلوم ہے پھر کیوں وہ اعتراض کے لیے زبان کھولتے ہیں علاوہ بریں عبادت اور پرستش میں چند امور کا ہونا ضرور ہے اوّل معبود کی عظمت کا اقرار اور اسکی تعریف دوم اس سے خوف ورجا سوم اس سے کچھ مانگنا جب تک یہ امور نہ ہوں عبادت نہیں ہو سکتی کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ حجر اسود کی کوئی تعریف اس سے کوئی خوف ورجا اور پھر اس سے کچھ مانگا جاتا ہے جب یہ باتیں نہیں تو محض بوسہ دینے کو عبادت یا پرستش کہنا سراسر ظلم اور بیحیائی ہے۔

ان سب باتوں کے علاوہ ایک امر اور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ قدیم زمانہ میں تصویری زبان میں بعض عظیم الشان مطالب کے سمجھانیکا دستور تھا اب تک بھی کارٹون وغیرہ کے ذریعہ بعض مطالب پیش کئے جاتے ہیں انجیل میں تصویری زبان کے رنگ میں ایک پیشگوئی تھی کہ وہ پتھر جس کو معماروں نے رد کر دیا آخر کونے کا سرا ہوا۔ کونے کے سرے کا پتھر دو دیواروں کے اتحاد تام کا موجب ہوا کرتا ہے اور یہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پوری ہوئی یہ پتھر اس عظیم الشان پیشگوئی کا نشان ہے اسپر تفصیل کیساتھ میں حقیقت نماز میں لکھا ہے بہرحال حجر اسود کو بوسہ دینا کسی صورت اور حالت میں بت پرستی نہیں ہے۔

دیانند مت کھنڈن سبھا

دہلی میں آریہ سماج نے جو فتنہ برپا کر رکھا ہے اسے دہلی ہی کے مسلمان خصوصیت سے محسوس کر سکتے ہیں۔ تقریروں کے ذریعہ اسلام اور بزرگانِ اسلام پر جس دیدہ دلیری اور دریدہ دہنی سے حملے کئے جاتے ہیں اسنے وہاں کے مقامی آفیسروں کو ایک آریہ کی ضمانت لینے پر مجبور کیا ایسی حالت میں جب یہ حملے حد سے تجاوز کر گئے۔ تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک رکن میر قاسم علی صاحب کی غیرت جوش میں آئی انہوں نے آریوں کے حملوں کے وہ دندان شکن جواب دیے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ ہی کیساتھ مخصوص ہیں آریوں کو بجز سکوت چارہ نہ تھا فی الحقیقت اگر میر صاحب ان حملوں کے جوابات نہ دیتے تو دہلی کے مسلمانوں کے زخم رسیدہ دل نہیں معلوم ان حملوں کا جواب کس رنگ میں دیتے لیکن جب انہوں نے تسلی بخش جوابات تحقیقی اور الزامی دیے تو ان میں اطمینان ہو گیا۔ اور اسطرح پر امن بھی قائم رہا آریوں نے میر صاحب کی ذات پر ہر طرح سے حملے کئے مگر مقامی حکام نے اپنی دانشمندی اور باخبری کا ثبوت دیا۔ وہ بخوبی جانتے ہیں اور عام طور پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے افراد امن عامہ کے قیام اور گورنمنٹ انگلشیہ کی وفاداری میں ضرب المثل ہیں بہرحال آریوں کا فتنہ دن بدن بڑھتا جا رہا ہے ایڈیٹر الحکم کو دلی میں جا کر اس فتنہ کی اٹھان اور تیزی کا بخوبی احساس ہو چکا ہے اسلیئے یہ مناسب سمجھا کہ اس فتنہ کی زہردار کچلیوں کو توڑنے کے لیے ایک مختصر سی مجلس دیانند مت کھنڈن سبھا کے نام سے بنا دیجاوے جس میں آریوں کی تردید کے لیے تقریر اور تحریر کے ذریعہ کام کیا جاوے اور وہ تمام کتابیں پبلک کے لیے مہیا کیجاویں جو آریوں کے مذہب کی تردید میں لکھی گئی ہیں اور جدید رسالے اور ٹریکٹ اور بضرورتاً اخبار اردو اور ہندی میں شائع کئے جاویں جبتک کہ یہ فتنہ فرو ہو جائے عیسائیوں کا فتنہ دب گیا اور عیسائی مذہب مر چکا مگر آریوں کا فتنہ اسوقت بہت زور کیساتھ اٹھ رہا ہے ملکی معاملات میں بھی اس نے خدشہ پیدا کی اور مذہبی دنیا میں بھی اس نے شور مچایا اور سب سے زیادہ اسلام پر منہ آتا ہے پس اسی سانپ کا سر کچلنا اسی قوم کا فرض ہے جسے خدا تعالیٰ نے لیظہرہ علی الدین کلہ کے لیے اسوقت چنا ہے اس سبھا کے متعلق مفصل ہدایات بعد میں شائع ہونگی جبکہ باضابطہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی سے اجازت حاصل

ہو جائے جو کام اس سبھا کا ہوگا وہ تو پہلے سے
جاری ہے یعنے آریہ مت کی تردید میں کتابوں کا
جمع کرنا اور تحریری اور تقریری طور پر انکا رد کرنا
مگر باقاعدہ کسی انجمن کا بنانا حضرت خلیفۃ المسیح
ایدہ اللہ تعالےٰ کی اجازت کے بدون کیونکر ممکن ہو
بہر حال جب اجازت ہوگی باضابطہ اعلان کر
دیا جاویگا فی الحال جس شخص کو کوئی کتاب رد آریہ
میں مطلوب ہو وہ میر قاسم علی صاحب احمدی
ہمراہ بیرم خان پرانی پھول منڈی کے پتہ سے
منگوا لیویں میر صاحب نے آجکل ایک زبردست
رسالہ شدھی کی اشدھی لکھا ہے میں نے اس رسالہ
کو پڑھا ہے اس رسالہ کے ذریعہ آریوں کی ان تمام
شدھیوں کی حقیقت کھول دی ہے جس پر انہوں
نے بڑا فخر کرکے ملک میں شور مچا دیا تھا یہ رسالہ
آریہ سماج کی تاریخ میں ایک نمایاں انقلاب کا
افتتاح انشاء اللہ العزیز مقدمہ ہوگا اس رسالہ پر عنقریب
میں مفصل ریویو لکھونگا یہ رسالہ اخبار کے ناظرین
کے ہاتھوں تک پہنچنے کے وقت تک طیار ہو
جاویگا اسکی قیمت ۸/ ہوگی جو علاوہ محصول ہوگی
جیسا کہ میں نے متواتر مرتبہ الحکم کے ذریعہ ظاہر
کیا ہے آریہ سماج کے فتنہ کا مقابلہ کرنیکے
لئے ہمیں بہت بڑی طیاری کی ضرورت ہے
اس فتنہ نے ممالک متحدہ میں اپنا زہریلا اثر
پھیلا کر کلمہ گویوں کو ہلاک کرنیکا بیڑا اٹھا رکھا
ہے۔ اور جہاں اسکا بس چلتا ہے یہ کاٹتا ہے
جس سفر کے لیئے ایڈیٹر الحکم نے گذشتہ ایام
میں ایک مضمون لکھا تھا در اصل اس کے پیش
نظر یہی شعر تھا دہلی میں وہ اپنے اس سفر کے
مقصد سے غافل نہیں رہا اور خدا تعالےٰ کے
محض فضل اور تائید سے اسے میر قاسم علی صاحب
احمدی کی صحبت میں ایک سکیم طیار کرنے کا
موقع ملا ہے۔ اور ایسی ایک جماعت نوجوانوں
کی لگی ہے جو انشاء اللہ جس وقت اپنا عملی کام
شروع کریگی تو خدا تعالےٰ کے ہی فضل اور تائید
سے اس فتنہ کے مقابلہ کے لیئے مفید ثابت
ہوگی یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے محض فضل
پر موقوف ہے ورنہ ہم کیا اور ہمارے ارادے
کیا اور ہماری تجویزیں اور منصوبے کیا ہستی
رکھتے ہیں بہر حال اسوقت اس فتنہ کے مقابلہ
کی ضرورت ہے جس قسم کے ہتھیاروں سے
مسلح ہو کر یہ لوگ نکلے ہیں اسی رنگ میں انکو
جواب دینا بہت ضروری ہو گیا ہے الحکم میں
اس تحریر کی اشاعت سے کیا یہ غرض ہے کہ
میر قاسم علی صاحب کی پرزور تقریروں اور
تحریروں کی تعریف کیجاوے یا میں اپنی تدبیروں
اور ارادوں کا اعلان کروں نہیں یہ ہرگز مقصد
نہیں بلکہ غرض یہ ہے کہ اسوقت ہمیں ضرورت
ہے کہ ایسے واعظ تیار ہوں جو اپنی زندگیوں کو
فی الحقیقت خدمت دین کے لئے وقف کریں
وہ صابر ہوں اور جفاکش ہوں انکی مد نظر
خدا ہو اور اسکی رضا نہ چند پیسے اور روپے
انکی تقریروں میں اخلاص ہو نہ ریا اور نمائش
وہ سیدھے سادھے الفاظ میں سچائی کے بیان
کرنیکی قدرت رکھتے ہوں یا کم از کم جوش ہو
ہماری قوم محض اعلائے کلمۃ الاسلام کے لیئے
پیدا ہوئی ہے اور اسکے لئے ضرورت ہے تحریر
اور تقریر کی مگر ایسے لوگوں کی تعداد بہت ہی
کم ہے جو گویا نہ ہونے کے برابر ہے ہمارا واجب
الاحترام نوجوان تشحیذ الاذہان کا ایڈیٹر صاحبزادہ
محمود میرزا ایسے نوجوان طیار رہنے کے
کام میں لگا ہوا ہے گو اسکی تائید رب کریم
کریگا مگر ہمارا فرض ہے کہ اسکا ہاتھ بٹایا جاوے
آریہ قوم کے فتنہ اور طوفان بے تمیزی کا پہلا
احساس اسی باہمت نوجوان کو ہوا اور ایڈیٹر
الحکم کی تحریک پر یہ سعید الفطرت اور اولوالعزم
نوجوان اس کام کو باضابطہ اپنے ہاتھ میں لیکر
کو طیار رہتا مگر اسکی سکیم اور تجویز اپنے وقت پر
مکمل ہوگی اور انشاء اللہ جب عمل میں آئے گی
مفید اور بابرکت ہوگی وہ اس فتنہ سے قطعاً
بے خبر نہیں غرض اسوقت ضرورت ہے کہ
نوجوان اور قادیانی قوم اس ضرورت کو محسوس
کریں۔ اور عملی رنگ میں میدان میں آئیں ایسے
نوجوانوں کی ضرورت ہے جو اس قوم کے لٹریچر
کو پڑھیں انکی زبان سیکھیں اور پھر ان میں کام
کریں جب کہ یہ ضرورت پیدا ہو گئی ہے تو ہم اپنے
محسن رب کریم کے فضل پر اور بھروسہ رکھتے
ہیں کہ وہ اسکو پورا کریگا جسطرح پر چاہیگا اور جس
راہ سے چاہے گا۔

شاید ہم سبق لیں

پنجاب ہندو کانفرنس کے
نام سے انجمن ابھی قایم ہوئی ہے جسکا اجلاس آئندہ
ماہ اکتوبر کی ۲۱ و ۲۲ کو لاہور میں ہوگا اسکے اغراض
حسب ذیل ہیں (۱) ہندوؤں کے مختلف فرقوں اور
جماعتوں میں برادرانہ اتحاد پیدا کیا جائے (۲)
غریب اور معذور ہندوؤں کو امداد دیجاوے (۳)
خیراتی و مذہبی و تعلیمی اور اسی قسم کے دوسرے
اغراض کے لیئے اگر کوئی جائداد ہو اسکے بہبود
تو اسکے ٹرسٹی کے فرائض ادا کرے (۴) ہندوؤں کی
اخلاقی و تعلیمی و مادی حالت بہتر بنائی جاوے
(۵) ہندو جماعت کے حقوق کی محافظت اور قائمی
کی جاوے (۶) اس قسم کی انجمنیں اور بڑے
بڑے شہروں میں قائم کیجاویں قومی معاد اور
بہبود کے لیئے یہ اغراض جیسے موزوں اور
مناسب ہیں اسپر کسی کو کلام نہیں میری غرض صرف
انجمن مذکورہ کے مقصد اول پر توجہ دلانا ہے اس
وقت کل ملک میں ہر ایک قوم اپنی ہستی اور بقا
کے لیئے اتحاد وحدت کے اصول کو لازمی قرار
دیتی ہے۔ اور فی الواقعہ یہی وہ اصل تھا جو اہل
اسلام کو اللہ تعالیٰ نے بطور انعام دیا تھا اور

جسکو بطور احسان ذکر فرمایا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً مگر ہم نے اس حبل اللہ کو ایسا چھوڑا ہے کہ پھر متفق ہو کر اسے پکڑنے کا نام ہی نہیں لیتے بالمقابل وہ قومیں جو اس نذیر الحق سے دور اور مہجور تھیں وہ اسے اپنا دستور العمل بنا رہی ہیں اور عملی طور پر اسے اختیار کرکے اس کے فوائد سے متمتع ہو رہی ہیں کیا یہ ممکن نہیں۔ کہ ہم اپنے فروعی اختلافات کو رکھتے ہوئے بھی ایک ہو سکیں اور صرف اپنے جذب اور قوت قدسی سے ان اختلافات کو مٹا سکیں؟ مینے پہلے بھی ایک مرتبہ لکھا تھا کہ آریوں نے تو نیچ قوموں کو اٹھا کر اس سطح پر اپنے برابر کھڑا کر لیا جو صدیوں سے گری ہوئی تھیں اور جنکا اٹھنا اور ہندوؤں میں ملنا ناممکن یقین کر لیا گیا تھا مگر ہم نے متفرق ہو کر اپنی قوت کو پہلے سے بھی زیادہ کمزور کر لیا ہے سکھوں کی قوم جسکو ناتربیت یافتہ کہا جاتا ہے جس دانشمندی اور ہوشیاری سے کام لیا ہے اس کو وہ لوگ ابھی تک نہیں پہونچے جو عقلمند اور عالم کہلانیکے دعویدار ہیں چنانچہ حال ہی میں جالندھر میں ایک عظیم الشان جلسہ کرکے وہ تمام متروک لوگ جو سکھ کہلاتے تھے مگر سکھ انہیں نیچ اور ادنیٰ قوم کے قرار دیکر ان سے ہر قسم کا پرہیز کرتے تھے) بلا لیے گئے اور ان کے لیے بھی وہی حقوق تسلیم کر لیے گئے جو دوسرے سکھوں کو حاصل ہیں اس قسم کی نظیریں کیا مسلمانوں کو بیدار نہیں کرینگی؟ کیا وہ اتفاق کی دولت اور اسکے برکات سے ناواقف ہیں؟ بظاہر یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ اتفاق ناممکن ہے اور شاید کسی حد تک واقعات موجودہ پر نظر کرکے یہی نتیجہ صحیح ماننا پڑے مگر ہم میں اس درجہ تک عداوت اور نفاق نہیں جو اسلام سے پہلے عرب میں تھا ہماری وہ حالت نہیں جو جاہلیت کے زمانہ میں تھی۔ ہم سب کے سب اصول میں ایک ہیں کیا ایک ہی قرآن مجید ہمارا مشترکہ ہدایتنامہ نہیں کیا ہم سب کے سب ایک ہی خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام لیوا نہیں؟ کیا ہمارا ایک ہی قبلہ نہیں؟ وہی پانچ وقت کی فرضی نمازیں زکوٰۃ۔ حج اور رمضان کے روزے یقین نہیں کرتے پھر کیوں یہ ناممکن سمجھا جاتا ہے کہ ہم مل نہیں سکتے ہمارا اپنا خیال ہے (جو ممکن ہے غلط ہی ہو سکے مگر میں اب تک اسے صحیح سمجھتا ہوں) اگر ہم باہم ایکدوسرے سے محبت اور پیار سے ملیں ایکدوسرے کے قومی اور مذہبی مشترکہ اغراض کو اپنی رائے اپنی تحریر تقریر درہم درم سے مدد دیں تو نہایت متانت اور صبر اور بے تعصبی سے ان امور پر غور کر سکیں جو ہمارے اور دوسروں کے درمیان مابہ النزاع ہیں میرے اس خیال کی بنا حضرت امامنا و مرشدنا مسیح موعود مہدی مسعود و مغفور کا وہ اشتہار ہے جو "الصلح خیر" کے عنوان سے دیا گیا ہے۔ جب ہم ایکدوسرے کی صورت ہی سے بیزار اور ہم میں ترک کلام و پیام ہے تو اس سے یہ امید کرنا کہ مخالفت کی خلیج رفتہ رفتہ خود بخود بھر جائیگی میری سمجھ میں تو آتا نہیں۔ ہاں میں اس بات پر بے شک ایمان لاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کوئی ایسی ہوا چلا دے کہ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا کا نظارہ ہم دیکھ لیں بہرحال قوموں کے اندر وحدت کا جوش اور اسکے لیے ان کی عملی تدبیریں مسلمانوں کے لیے موجب سبق ضرور ہیں میں اپنی جگہ اس اتحاد اور اتفاق کو دیکھنے کا خواہشمند ہوں میں ایک لحظہ کے لیے بھی یہ گوارا نہیں کرتا کہ کوئی شخص مداہنہ سے کام لے اور منافق بن کر رہے بلکہ میں چاہتا ہوں مخلص مومن رہ کر ہی مشترکہ قومی کاموں میں شریک ہو سکتے ہیں اور اگر مسلمان توجہ کریں تو وہ اس سے بہترین سبق حاصل کرینگے شاید اس آرزو میں ابھی ہمیں بہت سے دنوں اور راتوں کی گردشیں دیکھنے کی ضرورت ہے۔

سکھوں میں امتیاز ذات کی موقوفی

سکھوں کے پہلے گرو صاحبان خواہ پنتھ کے مقدس و محترم بانی جناب بابا نانک صاحب کی پاک تعلیم اور مجوزہ اسلامی لائین سے کتنی ہی دور جاپڑے ہوں اور مسلمان حکومت سے مقابلہ کرتے وقت اونہوں نے عقلمند ہندوؤں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بننا گوارا کر لیا ہو مگر اس میں ذرا بھی کلام نہیں کہ ذات پات کی بندشوں اور چھوت چھات کی بیہودگیوں کو رفع کرنے پر انکی ہمت ہمیشہ مصروف رہی اور صرف اسی مساوات کی وجہ سے ادنیٰ ذاتوں کے لوگ جو اعلیٰ ذاتوں اور بالخصوص برہمنوں کے ہاتھوں سخت ذلت و تکلیف برداشت کرتے تھے بکثرت خالصہ برادری میں شامل ہوئے۔ گرو گوبند سنگھ جی نے جن پانچ شخصوں کو انکی جان نثاری و قربان پذیری کے صلہ میں "پنج پیارے" کا لقب دیا اور با اعتقاد سکھ صاحبان امرت پلا کر انکا مردہ روشن کیا جسکی مستقل یادگار رسم پاہل کی صورت میں قایم ہوگئی ہے وہ معمولی حجام وغیرہ ادنیٰ ذاتوں سے تعلق رکھتے تھے۔ اور گرو جی کے ساتھ خورد و نوش میں شریک کر لیئے گئے تھے مگر افسوس ہے کہ بعد میں ہندوؤں کے پولٹیکل غلبہ نے اس مساوات کو جو دراصل سکھ مذہب کے نشو و نما کی اصلی وجہ تھی خالصہ کمیونٹی میں باقی نہ رہنے دیا اور ذاتوں کا امتیاز سکھ سوسائٹی میں دخل پا گیا اور بعض فرقوں کے لوگ سکھ بنجانیکے باوجود نیچ ذات والے سمجھے گئے جو گرو صاحبان کی سپرٹ کے سراسر خلاف تھا۔ لیکن اب یہ دیکھکر قدرے طمانیت ہوتی ہے۔ کہ جس طرح اسلام کی شاندار مثال نے آریوں کو عملاً نہیں تو قولاً ہی سہی قدیم ہندو ذاتوں کی مضبوط بندشیں کسیقدر کم کرنے پر آمادہ کیا ہے اسی طرح سکھوں کو بھی اسکا خیال پیدا ہوا ہے۔ اور خالصہ دیوان نے ضلع جالندھر میں ایک جلسہ کرکے اسکا اعلان کر دیا ہے۔ کہ جو بھی اور دوسری

نیچ ذاتوں کے سکھ اصلی سکھوں کی مانند ہیں اور سکھ سوسائٹی کو ہندو قوتیں اور دیگر معاملات میں ان سے کچھ پرہیز نہ کرنا چاہیئے ہم ہندوؤں اور سکھوں میں سے ذاتوں کا امتیاز دور ہونے جانیکو اسلامی اصول کی فتح سے تعبیر کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ دنیا روز بروز عقلمند بن کر اس دین متین کی صداقتوں کا اعتراف کرتی جائیگی۔

مذہبی دست اندازی

گورنمنٹ برطانیہ کے برکات میں سے ایک عظیم الشان برکت یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ کسی کے مذہب میں دخل نہیں دیتی اور ہر شخص کو آزادی اور حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مذہب کے فرائض اور ارکان کو بجالائے ایساہی برٹش گورنمنٹ نے مختلف قوموں کی مذہبی عبادتگاہوں کو واگذار کر کے ان لوگوں کو اپنی فیاضی اور فراخدلی کا ثبوت دیکر مرہون منت بنالیاہے ابھی تک مسلمانوں کے دل سے گورنمنٹ کے ان عطیوں کی یاد نہیں بھول سکتی جو کئی مسجدیں واگذار کر کے مسلمانوں کے حوالہ کردیگئیں مگر ریاست جےپور میں کئی مسجدیں اسوقت تک اصطبل کے کام میں آرہی ہیں خانۂ خدا کی یہ بے حرمتی کچھ شک نہیں ہماری ہی کسی شامت اعمال کا نتیجہ ہے مگر بعید از مغز مہاراجہ جےپور کو گورنمنٹ انگلشیہ کے اس فعل سے سبق لینا نامناسب نہیں کہ وہ ان مسجدوں کو واگزار کر کے مسلمانوں کے سپرد کریں تو وہ اپنی مسلمان رعایا پر بیحد احسان کریں اور ہندوستان کے مسلمان بھی ان کی مہربانی کو شکرگزاری کی نظر سے دیکھیں اسکے سوا ریاست مذکور میں یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان بیوہ عورت دوسرا نکاح کرنا چاہے تو اس سے دس روپیہ فیس لیجاتی ہے یہ ایک سخت ظلم اور جبر کی مثال ہے۔ بیوہ عورتوں کا نکاح کرنا تو ایک مستحسن اور سوشل اصلاح ہے اسکے لیئے ہر قسم کی سہولتیں اور آسانیاں ہونی ضروری ہیں برخلاف اسکے ٹیکس لگانا جہاں ایکطرف مذہبی امور کی تعمیل میں ناجائز دست اندازی ہے وہ سوشل نکتہ خیال سے نہایت ہی مہیب اور مکروہ امر ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ ریاست کے مدبر اہلکار اس ضرورت کو محسوس کرینگے اور اس ناجائز ٹیکس کو دور کر کے اپنی بے تعصبی کا ثبوت دینگے ایسا ہی ہمیں امید کرنی چاہیئے کہ ایسی مساجد کو جو اصطبل کے کام میں لائی جاتی ہیں واگذار کر کے ریاست جےپور کی مسلمان رعایا کو شکرگذاری کا موقعہ دینگے

عرب میں قومیت کیونکر قائم ہوئی

قوم عرب ایک پرانی اور مشہور قوم ہے۔ یہ قوم جنس ابیض سے ہے جس میں ساری دنیا کی قوموں سے زیادہ ترقی کرنیکا مادہ موجود ہے اس قوم کی دو قسمیں ہیں (۱) بنی قحطان جو ارض یمن کے باشندے تھے (۲) بنی عدنان جن کا مسکن حجاز و نجد اور جزیرہ نمائے عرب کے وسط میں تھا بنی قحطان کا تمدن ایک زمانہ میں شہرہ آفاق تھا مگر عہد رسالت سے قبل ہی یہ تمدن رخصت ہوچکا تھا پہلے اس ملک میں حبشیوں کی حکومت ہوئی پھر ایرانیوں کا قبضہ ہوا۔ اہل یمن اس غیر قومی حکومت سے اسوقت آزاد ہوئے جب فاران کی چوٹیوں پر حریت کا غلغلہ بلند ہوا اور ایرانی گورنر خود مسلمان ہوگیا عرب کے وہ خاندان (بنی غسان) جو ملک شام کی طرف سے روم اسپائر کے پڑوسی اور تابع ہوکر نیم مہذب ہوگئے تھے اور ارض حیرہ کے خاندان حکومت (بنی منذر) میں بھی جو عراق کی جانب سے ایرانی سلطنت کے زیر سایہ اور نوشیروانیوں کے اثر سے کچھ شائستگی آچلی تھی ان مذکورہ مستثنیات کے علاوہ سارے ملک کی زندگی وحشیانہ تھی کسی قسم کا جامع قومیت کے جذبات پیدا ہوئے تھے۔ اور نہ اس زمانے کی حالت دیکھتے ہوئے ایسا ہونا ممکن تھا۔ اپنی زندگی کو قائم رکھنے کیلئے دوسروں کی زندگی سے مزاحمت کرنیکا جو دستور وحشی اقوام میں تھا اہل عرب کی سرشت میں داخل تھا۔ حتی کہ سوائے چند خاص مہینوں کے جنمیں متبرک سمجھتے تھے سال بھر کشت و خون کا بازار گرم رہتا تھا۔

باینہمہ گو وہ اہل تمدن سے یہ قوم بالکل محروم تھی مگر تمدنی استعداد اور شائستگی کے مادہ سے محروم نہ تھی بالقوہ ترقی کرنیکی قابلیت موجود تھی مگر طبیعت کو نہ اس کے اظہار کا موقع ملتا تھا اور نہ اس سے کام لینے کا ڈھنگ معلوم تھا اس بیباکانہ طرز معاشرت کا بڑا سبب ملک کی قدرتی حالت تھی بے آب و گیاہ زمین دنیا میں کبھی شاداب تمدن کا سرچشمہ نہیں بنی تھی اور نہ ریگستان میں دماغی قوتیں سرسبز ہوسکتی ہیں یہ وہ سبب ہے کہ ہر قسم کی عقلی و ذہنی ترقیوں کی راہ میں حائل سمجھا جاتا ہے اس لیئے کہ جبتک انسان کا دل فکر معیشت سے فارغ البال نہ ہوگا وہ کوئی بھی عقلی کام نہیں کرسکتا جس ملک کی سرزمین سرسبز و سیر حاصل نہ ہو اس کے باشندے یا تو ہمیشہ پشت حالت میں رہینگے اور یا کسی دوسرے شاداب ملک میں ہجرت کرجائینگے عرب کی ریتلی اور بنجر زمین کی نسبت بھی تاریخ کا یہی فیصلہ تھا زمانہ تسلیم کرچکا تھا۔ کہ یہ قوم یا تو قیامت تک وحشیانہ حالت میں رہیگی یا جلائی وطن ہوجائیگی۔

یہ امر بھی قابل لحاظ ہے۔ کہ مختلف الرائے قبائل میں قومیت کی روح پھونکنی اجتماعی زندگی کا خوگر بنانا آئینی طرز پر حکومت قائم کرنا منصفانہ قوانین کی ایجاد اصول مساوات کا تقرر۔ شوریٰ و حریت کی بنیاد۔ یہ سب عظیم الشان حوادث ہیں ان کی تکمیل نہ پرجوش لیکچراروں کی ترغیب ہوتی ہے۔ نہ اسپیکروں کی جادو بیانی اس میں کام آتی ہے نہ کسی فلاسفر کی تعلیم سے اتنا بڑا انقلاب ہوسکتا ہے تمام قبائل